سپریم کورٹ رپورٹس (2006)ایس یو پی پی۔9ایس سی آر

ریاست ہریانہ اور دیگران

بنام

دیوی ڈٹ اور دیگران نومبر 24,2006

(ایس۔بی۔سنہا اور مارکنڈی کاٹجو ،جسٹس صاحبان)

آئین ہند1950:

آرٹیکل 226-محنت کش عدالت کے ذریعے درج کردہ حقائق کے نتائج-قانونی اصولوں کا عدالتی نظر ثانی-دہرایا گیا-حقائق پر،کوئی مداخلت طلب نہیں کی گئی-مزید برآں،عدالت عالیہ کو مشق اور طریقہ کار-محنت کش قانون کے لیے ٹھوس وجہ بتائے بغیر اضافی بیان حلفی پر غور نہیں کرنا چاہیے تھا۔

محنت کش قانون:

صنعتی تنازعات ایکٹ،1947:

دفعات۔25-ایف اور 25-جی-یومیہ اجرت-خدمات کی بندش-محنت کش عدالت کا مؤقف ہے کہ کارکنان کام ختم کرنے کے حکم سے قبل 12 ماہ کی مدت کے لیے 240 دن تک مسلسل خدمت میں نہیں تھے-دفعات۔25- ایف اور 25-جی، خلاف ورزی نہیں-عدالت عالیہ عرضی میں ایوارڈ کو کالعدم قرار دیتے ہوئے-منعقد، عدالت عالیہ کو محنت کش عدالت کے حکم نامے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے حقیقت کے نتائج میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے تھی-آئین ہند آرٹیکل 226۔

اپیل کنندہ-ریاستی حکومت نے عدالت عالیہ کے ایک فیصلے کے لحاظ سے یومیہ اجرت والوں کو باقاعدہ

بنانے کے لیے شرائط وضوابط طے کیے، جس کے نتیجے میں جواب دہندگان کی خدمات بند کردی گئیں۔ اٹھائے جانے والے صنعتی تنازعات پر، محنت کش عدالت نے فیصلہ دیا کہ کارکن ختم کرنے کے حکم سے قبل 12 ماہ کی مدت کے دوران 240 دن کی مدت تک مسلسل خدمت میں نہیں رہے، دفعات۔25-ایف اور 25-جی کی خلاف ورزی نہیں کی گئی۔ مدعاعلیہ کی طرف سے عدالت عالیہ کے سامنے تحریری درخواستیں دائر کی گئیں جن میں اضافی حلف نامے بھی دائر کیے گئے۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ اپیل گزاروں نے اس بات پر اختلاف نہیں کیا کہ کارکن فروری 1993 سے جنوری 1996 تک یومیہ اجرت پر کام کر رہے تھے، متدعویہ ایوارڈز کو برقرار نہیں رکھا جا سکا؛ اور اس معاملے کو محنت کش عدالت میں بھیجنے کی ہدایت کی۔

ناراض ہوکر ریاستی حکومت نے موجودہ اپیل دائر کی۔ اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد: 1۔ عدالت عالیہ نے متنازعہ فیصلے منظور کرنے میں غلطی کی اور اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا۔ یہ عدالتی نظر ثانی کے فاضل قانونی اصولوں کو لاگو کرنے میں ناکام رہا۔ صدر نشین افسر، محنت کش عدالت کے سامنے فریقین کی طرف سے ثبوت پیش کیے گئے جس کی بنیاد پر محنت کش عدالت ایک قطعی نتیجے پر پہنچی کہ جواب دہندگان برطرفی کی تاریخ سے پہلے 12 ماہ کے اندر 240 دن کی مدت کے لیے مسلسل خدمت میں نہیں تھے اور کام کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں الگ کر دیا گیا تھا۔ حقیقت میں یہ پایا گیا کہ کسی جونیئر کو برقرار نہیں رکھا گیا تھا۔ مزید برآں اپیل گزاروں نے عدالت عالیہ کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کے لحاظ سے نیک نیتی سے کام لیا۔ ختم کرنے کے احکامات حکمت عملی فیصلے کے لحاظ سے منظور کیے گئے تھے۔ عدالت عالیہ کو عام طور پر، اس بات کی تعریف کیے بغیر کہ آیا عدالتی نظر ثانی کے فاضل قانونی اصولوں پر، محنت کش عدالت کے نتائج میں مداخلت کی ضرورت ہوتی ہے، حقائق کے مذکورہ نتائج میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے تھی۔

* کلبھوشن بمقابلہ ریاست ہریانہ، (1996) 1 آر ایس جے 775، حوالہ دیا گیا۔

2۔ عدالت عالیہ کو بھی کوئی ٹھوس وجہ بتائے بغیر اضافی بیان حلفی پر غور نہیں کرنا چاہیے تھا۔ فریقین نے صنعتی عدالت کے سامنے اپنے ثبوت پیش کیے۔ وہ محنت کش عدالت کے سامنے کوئی اور ثبوت ریکارڈ پر کیوں نہیں لا سکے، اس کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس کے سامنے دائر کیے گئے اضافی حلف نامے میں پہلی بار عدالت عالیہ کے سامنے

اٹھائے گئے تنازعات کو بھی یہاں اپیل گزاروں نے قبول نہیں کیا۔لہذا، متنازعہ فیصلوں کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا اور انہیں الگ کر دیا جاتا ہے۔(517-ای-ایف؛518-بی)

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار فیصلہ:2006 کی دیوانی اپیل نمبر 5184۔

مورخہ 24.2.2004 کو چنڈی گڑھ میں پنجاب اور ہریانہ کی عدالت عالیہ کے سی ڈبلیو پی نمبر 61 35,6137اور 6136/2002 کے فیصلے اور حکم نامے سے۔

اپیل گزاروں کے لیے اجے سیواچ اور ٹی وی جارج۔

جواب دہندگان کے لیے ہریش چندر اور گڈول انڈیور۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایس۔بی۔سنہا، جے۔اجازت دی گئی۔

یہاں جواب دہندگان کو یومیہ اجرت پر بھرتی کیا گیا تھا۔وہ دیہاڑی دار کارکن کے ملازمین تھے۔کلبھوشن بمقابلہ ریاست ہریانہ(1996) 1 آر ایس جے 775 میں عدالت عالیہ کے ایک فیصلے کے مطابق، یومیہ اجرت والوں کی مصروفیت پر اس لحاظ سے پابندی عائد کی گئی تھی جس کے تحت ریاست نے 9.1.1996 پر تمام محکموں کے سربراہوں کو ہدایات جاری کیں، جس میں یومیہ اجرت والوں کو جمع کرنے والے رول پر جاری رکھنے سے منع کیا گیا تھا۔اس کام کو کارکنوں کے ذریعے انجام دینے کی ہدایت کی گئی تھی، جن کی خدمات کو حکمت عملی کی شرائط وضوابط کی تکمیل پر باقاعدہ بنایا جانا تھا۔مذکورہ حکمت عملی فیصلے کے لحاظ سے، جواب دہندگان کی خدمات ختم کر دی گئیں۔صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 ('ایکٹ') کی مختلف دفعات کی خلاف ورزی کا الزام لگاتے ہوئے صنعتی تنازعات اٹھائے گئے۔محنت کش عدالت کے سامنے دونوں فریقوں نے اپنے اپنے ثبوت پیش کیے۔تین مختلف ایوارڈز کی وجہ سے، صدر نشین افسر، محنت کش عدالت ایک قطعی نتیجے پر پہنچا کہ کارکن ختم کرنے کے حکم سے پہلے 12 ماہ کی مدت کے دور

ان 240 دن کی مدت تک مسلسل خدمت میں نہیں رہے تھے؛ کارکنوں کی چھٹنی ایکٹ کے دفعات 25 ایف کی خلاف ورزی نہیں تھی۔ مزید کہا گیا کہ اس کی دفعہ 25 جی کی دفعات کی بھی خلاف ورزی نہیں کی گئی تھی۔

جواب دہندگان کی طرف سے تحریری درخواستیں دائر کی گئیں جو اس سے ناراض اور غیر مطمئن تھیں۔ مذکورہ کارروائی میں اضافی حلف نامے دائر کیے گئے۔ عدالت عالیہ نے صدر نشین افسر، محنت کش عدالت کے ذریعے اخذ کردہ حقائق کے نتائج کو الٹ دیا جس میں کہا گیا تھا کہ چونکہ اپیل گزاروں نے اس بات سے انکار یا اختلاف نہیں کیا تھا کہ مزدور فروری 1993 سے جنوری 1996 تک یومیہ اجرت پر کام کر رہے تھے، اس لیے متدعویہ ایوارڈز کو برقرار نہیں رکھا جا سکا۔ معاملات کو محنت کش عدالت میں بھیجنے کی ہدایت کی گئی۔

اس طرح ریاست ہمارے سامنے ہے۔

اپیل گزاروں کی جانب سے پیش ہونے والے فاضل وکیل جناب اے سیواچ پیش کریں گے کہ عدالت عالیہ نے محنت کش عدالت کے ذریعے اخذ کردہ حقائق کے نتائج کو مسترد کرنے میں ایک واضح غلطی کی ہے۔

دوسری طرف مدعا علیہان کی جانب سے پیش ہوئے فاضل وکیل مسٹر ہریش چندر پیش کریں گے کہ محنت کش عدالت نے ریکارڈ پر موجود مواد کو ان کے مناسب تناظر میں نہیں سمجھا، عدالت عالیہ کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے مذکورہ نتائج کو تبدیل کرنے میں کوئی غلطی کی ہے۔ اس سلسلے میں جوابی بیان حلفی میں دیے گئے درج ذیل بیانات کی طرف بھی ہماری توجہ مبذول کرائی گئی:

'......... اگر فروری، 1995، مارچ، 1995 اور جون، 1995 کے مہینوں کے دیہاڑی دار حاضری رجسٹر کو مدنظر رکھا جائے تو، کام کے دنوں کو جیسا کہ مزدور 1/2 21، 30 اور 24 کے طور پر ظاہر کرتا ہے، اس پر غور کیا جاتا ہے، 1/2 75 دن کی مدت شامل کرنے کی ضرورت ہے اور 1/2 75 دن شامل کرنے کے بعد، دنوں کی کل تعداد 1/2 264 دن ہو جاتی ہے جو 240 دنوں سے زائد ہے۔ مدعا علیہ نے جنوری 1996 میں بھی 21 دنوں کے لیے کام کیا تھا، اس طرح دنوں کی کل تعداد 1/2 285 دن ہو جاتی ہے۔

صدر نشین افسر، محنت کش عدالت کے سامنے فریقین کی طرف سے ثبوت پیش کیے گئے۔ محنت کش عدالت، اس کے سامنے رکھے گئے مواد کی بنیاد پر، ایک قطعی نتیجے پر پہنچی کہ یہاں جواب دہندگان برطرفی کی تاریخ سے پہلے 12 ماہ کے اندر 240 دن کی مدت کے لیے مسلسل خدمت میں نہیں تھے۔

عدالت عالیہ کو عام طور پر حقائق کے مذکورہ نتائج میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اگرچہ ہمارا یہ تجویز کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آئین ہند کے آرٹیکل 226 کے تحت اپنے دائرہ اختیار کے استعمال میں اعلی عدالتوں کے ذریعے حقائق کے نتائج میں مداخلت نہیں کی جا سکتی، لیکن ایسا ہی فاضل قانونی اصولوں کے اطلاق پر کیا جانا چاہیے جیسے: (1) جب یہ متضاد ہو؛ (2) جب غلط قانونی اصولوں کا اطلاق کیا گیا ہو؛ (3) جب غلط سوالات پوچھے گئے ہوں؛ (4) جب متعلقہ حقائق پر غور نہیں کیا گیا ہو؛ یا (5) نتائج غیر متعلقہ حقائق کی بنیاد پر یا غیر معمولی غور وفکر پر اخذ کیے گئے ہوں۔

عدالت عالیہ کو بھی عام طور پر کوئی کافی یا ٹھوس وجہ بتائے بغیر اضافی بیان حلفی پر غور نہیں کرنا چاہیے تھا۔ فریقین نے صنعتی عدالت کے سامنے اپنے ثبوت پیش کیے۔ وہ محنت کش عدالت کے سامنے کوئی اور ثبوت ریکارڈ پر کیوں نہیں لا سکے، اس کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس کے سامنے دائر کیے گئے اضافی حلف نامے میں پہلی بار عدالت عالیہ کے سامنے اٹھائے گئے تنازعات کو بھی یہاں اپیل گزاروں نے قبول نہیں کیا۔

اس لیے ہماری رائے ہے کہ عدالت عالیہ نے متنازعہ فیصلے منظور کرنے میں غلطی کی ہے۔ مسٹر ہریش چندر کا یہ بیان کہ اس عدالت کو آئین ہند کے آرٹیکل 136 کے تحت اپنے صوابدیدی دائرہ اختیار کا استعمال نہیں کرنا چاہیے، قبول نہیں کیا جا سکتا۔ عدالت عالیہ، ہماری رائے میں، اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کر گئی ہے۔ یہ عدالتی نظر ثانی کے فاضل قانونی اصولوں کو لاگو کرنے میں ناکام رہا۔ مزید برآں اپیل گزاروں نے نیک نیتی سے کام لیا۔ اس کے حکمت عملی فیصلے کے لحاظ سے برطرفی کے احکامات جاری کیے گئے تھے۔ صدر نشین افسر، محنت کش عدالت نے واضح طور پر رائے دی کہ کارکنوں کو کام کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے الگ کر دیا گیا تھا، جس کا ذکر دیہاڑی دار رجسٹر میں ہی کیا گیا تھا۔ حقیقت میں یہ پایا گیا کہ کسی جونیئر کو برقرار نہیں رکھا گیا تھا۔ ریاست نے عدالت عالیہ کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کے مطابق بھی کام کیا۔ چاہے اس طرح کی ہدایات قانونی تھیں یا غیر قانونی، یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے

جومحنت کش عدالت کے سامنے زیرِغور آئے، لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ اپیل گزاروں نے نیک نیتی سے کام لیا۔

مذکورہ وجوہات کی بنا پر، متنازعہ فیصلوں کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا، جنہیں الگ کردیا جاتا ہے۔ اپیل کی اجازت ہے۔ کوئی لاگت نہیں۔

آر پی　　　　　　　　　　اپیل کی اجازت ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document